

معراج
ترجمہ و تدوین: شاہ رضا

صغیرہ گناہ اور عذاب قبر

عَنْ بَنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذِّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُعَذِّبَانِ وَمَا يُعَذِّبَانِ فِي كَبِيرٍ"، ثُمَّ قَالَ: "بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ". ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: "لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَبْسَا أَوْ إِلَى أَنْ تَبْسَا".

(بخاری، رقم ۲۱۳)

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے ایک باغ کے پاس سے گزرے، (وہاں) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دو انسانوں کی آواز سنی جنھیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انھیں کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا ہے، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

نے فرمایا: بات یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (کھجور کی) ایک ڈالی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک حصہ رکھ دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ، یہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اس لیے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں، شاید اس وقت تک ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

وضاحت

اگرچہ اس روایت کی سند قابل قبول اور ثقہ ہے اور حدیث کی اہم اور بنیادی کتب میں اسے روایت بھی کیا گیا ہے، مگر قاری قرآن مجید کی روشنی میں اسے بہ نظر تدبر دیکھیے تو اس روایت کے مضمون کے متعلق اس کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ نساء میں بیان کیا گیا ہے:

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ مُكْفَرٌ
عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلُكُمْ مُدْخِلًا كَرِيمًا.
(ان گناہوں سے بچو، اس لیے کہ) تمہیں جن
چیزوں سے منع کیا جا رہا ہے، ان کے بڑے بڑے
گناہوں سے اگر تم بچتے رہے تو تمہاری چھوٹی برائیوں
کو ہم تمہارے حساب سے ختم کر دیں گے اور تمہیں
عزت کی جگہ داخل کریں گے۔“

ایک دوسرے مقام پر نیکو کاروں کی صفات بیان کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ.
(النجم: ۵۳) فرما دے گا، اس میں شبہ نہیں کہ تیرے پروردگار کا
دامن مغفرت بہت وسیع ہے۔“

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ قرآن مجید کے درج بالا دونوں مقامات میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے صغیرہ گناہوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے جو اپنے آپ کو کبیرہ گناہوں سے محفوظ رکھنے کا اہتمام کرتا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب قول قرآن کریم کے وعدہ مغفرت کے خلاف ہے، اس لیے کہ اوپر مذکورہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ قبر والے دونوں اشخاص کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب نہیں تھے، بلکہ صغیرہ گناہوں کی وجہ سے سخت عذاب سے دوچار کیے جا رہے تھے۔

خلاصہ بحث

چونکہ یہ روایت قرآن مجید کے حکم اور مفہوم کے خلاف ہے، اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس روایت میں مذکور قول کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نہ سمجھی جائے۔

متون

اپنی اصل کے اعتبار سے یہ روایت بخاری، رقم ۲۱۳ میں روایت کی گئی ہے۔
اسی طرح کا مضمون بعض اختلافات کے ساتھ بخاری، رقم ۲۱۵، ۱۲۹۵، ۱۳۱۲، ۵۷۵۰، ۵۷۰۸؛ مسلم، رقم ۲۹۲، ۲۹۲ب؛ ابوداؤد، رقم ۲۰-۲۱؛ نسائی، رقم ۳۱، ۲۰۶۸-۲۰۶۹؛ احمد، رقم ۱۹۸۰-۱۹۸۱، ۹۶۸۴، ۱۷۵۹۵-۱۷۵۹۶، ۲۰۴۲۷، ۲۲۳۴۶؛ ابن حبان، رقم ۳۱۲۸-۳۱۲۹؛ بیہقی، رقم ۵۱۰، ۳۹۴۳-۳۹۴۴؛ ابویعلیٰ، رقم ۲۰۵۵، ۲۰۵۰؛ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۲۷، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۱۱۶۱۳؛ ابن خزیمہ، رقم ۵۵-۵۶؛ دارمی، رقم ۷۳۹؛ عبد الرزاق، رقم ۶۷۵۳-۶۷۵۴ اور ابن ابی شیبہ، رقم ۱۲۰۴۲-۱۲۰۴۳ میں بھی روایت کیا گیا ہے۔

بعض روایات، مثلاً بخاری، رقم ۵۷۰۸ میں 'یعذبان، وما یعذبان فی کبیر' (ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا ہے) کے قول کے بجائے 'یعذبان، وما یعذبان فی کبیر وإنہ لکبیر' (ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا ہے اور یہ عذاب بہت سخت ہے) کا قول روایت کیا گیا ہے۔ اس عبارت کی علما نے متعدد توجیہات پیش کی ہیں، جبکہ ہمارے نزدیک وہی تاویل و توجیہ درست ہے جو قوسین میں دیے گئے ترجمے سے واضح ہوتی ہے۔

بعض روایات، مثلاً احمد، رقم ۲۰۴۲۷ میں 'النعیمۃ' (چغل خوری) کے گناہ کے بجائے 'الغیبة' (غیبت) کے گناہ کا ذکر ہے۔

بعض روایات، مثلاً احمد، رقم ۹۶۸۴ میں یہ واقعہ درج ذیل الفاظ میں روایت کیا گیا ہے:

مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبر فوقف علیہ، فقال: ”إیتونی بجريدتين“، فجعل إحداهما عند رأسه والأخرى عند رجلیه، فقیل: یا نبی اللہ، أینفعه ذلک؟ قال: ”لن یزال أن یخفف عنه بعض عذاب القبر ما کان فیہما ندو“۔

”(ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) ارشاد فرمایا: مجھے کھجور کی دو شاخیں لا کر دو، (جب وہ لائی گئیں) تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ایک صاحب قبر کے سر کے پاس رکھ دی اور دوسری اس کے پاؤں کے پاس رکھ دی، آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے نبی، اس سے اس کو فائدہ ملے گا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب تک یہ دونوں شاخیں تازہ رہیں گی، اس کے عذاب قبر میں کچھ تخفیف ہوتی رہے گی۔“

یہ روایت دو مختلف اسناد سے روایت کی گئی ہے۔ پہلی سند کے ساتھ احمد، رقم ۹۶۸۴، جبکہ دوسری سند کے ساتھ احمد، رقم ۷۵۹۶ میں روایت کی گئی ہے۔

پہلی روایت میں یزید بن کیسان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت حدیث میں یزید بن کیسان کی ثقاہت کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض محدثین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، جبکہ دیگر محدثین جن میں یحییٰ القطان اور امام بخاری علیہما الرحمہ شامل ہیں، نے اسے غیر ثقہ گردانا ہے۔

جہاں تک دوسری سند کا تعلق ہے، تو اسے شیخ شعیب الارنؤوط نے ضعیف قرار دیا ہے۔^۲

۱۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: الکامل فی ضعفاء الرجال، جرجانی ۷/۲۸۳؛ التاریخ الکبیر، بخاری ۸/۳۵۴؛ تہذیب التہذیب، ابن حجر عسقلانی ۱۱/۳۱۱؛ تہذیب الکمال، المرز ۳۲/۲۳۰-۲۳۲؛ الجرح والتعديل، ابن ابی حاتم ۹/۲۸۵؛ الضعفاء الکبیر، عقیلی ۴/۳۸۹۔

۲۔ شعیب الارنؤوط، حاشیہ: ۱، مسند احمد ۲۹/۱۰۲۔